مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

1۔ کسی ملک کی ترقی میں تعلیم کی اہمیت بیان کیجیے۔

2۔ قومی تعلیمی پالیسی (1998ء تا 2010ء) میں بیان کردہ تعلیم کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالیے۔

3۔ تعلیم کی سماجی و ثقافتی اہمیت بیان کیجیے۔

4۔ پاکستان میں رسمی تعلیم کی ساخت کس قسم کی ہے؟

5۔ تعلیم کی ثانوی سطح پر نصاب کے اہم اجزا کیا ہیں؟

6۔ تربیتِ اساتذہ پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

7۔ پاکستان میں فنی (ٹیکنیکل) اور پیشہ ورانہ تعلیم کی اہمیت بیان کیجیے۔

8۔ پاکستان میں تعلیم کے شعبے میں اہم مسائل کیا ہیں؟

9۔ پاکستان میں تعلیم کے میدان میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (اطلاعاتی فنیت) کے کیا مقاصد ہیں؟

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

(i) ---------- کے بغیر حقیقی ترقی نہیں ہوسکتی۔

(ii) پاکستان میں پہلی تعلیمی کانفرنس ---------- میں منعقد ہوئی۔

(iii) لازمی پرائمری تعلیم کا ایک ---------- میں نافذ ہوا۔

(iv) پاکستان میں رسمی نظامِ تعلیم کا آغاز ---------- سے ہوتا ہے۔

(v) پروفیشنل تعلیم میں ------، ------، ------ اور ------ کی تعلیم شامل ہے۔

(vi) سندھ میں نصابی کتب کی تیاری کی ذمہ داری ---------- کے سپرد کی گئی ہے۔

پاکستان - ایک فلاحی مملکت

PAKISTAN - A WELFARE STATE

دسواں باب

فلاحی مملکت سے مراد ایک ایسی ریاست ہے جو اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھے اور انھیں اس قابل بنائے کہ وہ پرامن و پرسکون زندگی گزار سکیں۔ ایسی ریاست کے مقاصد میں جہالت و ناخواندگی، غربت و افلاس اور معاشرے سے ناانصافی کا خاتمہ شامل ہے اور اپنے شہریوں کو ایسے مواقع اور ماحول مہیا کرنا بھی اس کے مقاصد میں شامل ہوتا ہے جس میں تمام شہریوں کو اپنی فطری صلاحیتیں اجاگر کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔

یورپ میں جدید فلاحی مملکت کا تصور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے ردِعمل کے طور پر اُبھرا تھا۔ بیسویں صدی میں تصور بہت واضح اور وسیع ہوگیا اور بے شمار یورپی ممالک نے اپنے شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے اصلاحات متعارف کرائیں۔ زمانہ قدیم میں ریاست کی ذمہ داریاں صرف سرحدوں کی حفاظت، امن و امان برقرار رکھنے اور ملک کے عمومی نظم و نسق تک محدود تھیں لیکن فلاحی ریاست کی ذمہ داریوں میں ایک جانب لوگوں کے جان و مال کی حفاظت شامل ہے تو دوسری جانب اُن کے بنیادی اور اساسی حقوق کا تحفظ بھی۔ اقتصادی طور پر یا دیگر وجوہ سے پس ماندہ اور معذور افراد کی ریاست مدد کرتی ہے تاکہ وہ دوسروں کے ہم پلا زندگی گزار سکیں۔ امریکا، برطانیہ، جرمنی، فرانس، کینیڈا اور آسٹریلیا جیسے جدید ترقی یافتہ ممالک میں سماجی تحفظ و بہبود کے نظام کا نفاذ فلاحی مملکت کے قیام کی جانب اقدامات میں سے ایک ہے۔ فلاحی مملکت میں شہریوں کی بنیادی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اُن کی فلاح و بہبود ریاست کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لیے فلاحی مملکت کے شہری محب وطن، بیباک اور صاف گو ہوتے ہیں۔

1۔ فلاحی مملکت کے بارے میں اسلامی نظریہ:

فلاحی مملکت کا تصور کوئی نیا نہیں ہے۔ اسلام نے چودہ سو سال قبل فلاحی مملکت کا تصور پیش کیا تھا اور خلافت راشدہ کے دور (632ء تا 661ء) میں اس پر مکمل طور پر عمل کیا گیا۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست کا تصور مندرجہ ذیل کے مطابق ہے۔

(الف) اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے۔ ریاست اپنے شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ بلا کسی امتیاز کے انصاف سب کے لیے ہے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ افراد کے درمیان فوقیت اور برتری صرف تقویٰ (اللہ کا خوف) کی بنیاد پر ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

1۔ کسی ملک کی ترقی میں تعلیم کی اہمیت بیان کیجیے۔

2۔ قومی تعلیمی پالیسی (1998ء تا 2010ء) میں بیان کردہ تعلیم کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالیے۔

3۔ تعلیم کی سماجی وثقافتی اہمیت بیان کیجیے۔

4۔ پاکستان میں رسمی تعلیم کی ساخت کس قسم کی ہے؟

5۔ تعلیم کی ثانوی سطح پر نصاب کے اہم اجزا کیا ہیں؟

6۔ تربیتِ اساتذہ پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

7۔ پاکستان میں فنی (ٹیکنیکل) اور پیشہ ورانہ تعلیم کی اہمیت بیان کیجیے۔

8۔ پاکستان میں تعلیم کے شعبے میں اہم مسائل کیا ہیں؟

9۔ پاکستان میں تعلیم کے میدان میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (اطلاعاتی فنیت) کے کیا مقاصد ہیں؟

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

(i) ---------- کے بغیر حقیقی ترقی نہیں ہوسکتی۔

(ii) پاکستان میں پہلی تعلیمی کانفرنس ---------- میں منعقد ہوئی۔

(iii) لازمی پرائمری تعلیم کا ایکٹ ---------- میں نافذ ہوا۔

(iv) پاکستان میں رسمی نظامِ تعلیم کا آغاز ---------- سے ہوتا ہے۔

(v) پروفیشنل تعلیم میں ------، ------، ------ اور ------ کی تعلیم شامل ہے۔

(vi) سندھ میں نصابی کتب کی تیاری کی ذمہ داری ---------- کے سپرد کی گئی ہے۔

دسواں باب

پاکستان ۔ ایک فلاحی مملکت
PAKISTAN - A WELFARE STATE

فلاحی مملکت سے مراد ایک ایسی ریاست ہے جو اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھے اور انھیں اس قابل بنائے کہ وہ پرامن و پرسکون زندگی گزار سکیں۔ ایسی ریاست کے مقاصد میں جہالت و ناخواندگی، غربت و افلاس اور معاشرے سے ناانصافی کا خاتمہ شامل ہے اور اپنے شہریوں کو ایسے مواقع اور ماحول مہیا کرنا بھی اس کے مقاصد میں شامل ہوتا ہے جس میں تمام شہریوں کو اپنی فطری صلاحیتیں اجاگر کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔

یورپ میں جدید فلاحی مملکت کا تصور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے ردِعمل کے طور پر اُبھرا تھا۔ بیسویں صدی میں تصور بہت واضح اور وسیع ہوگیا اور بے شمار یورپی ممالک نے اپنے شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے اصلاحات متعارف کرائیں۔ زمانہ قدیم میں ریاست کی ذمہ داریاں صرف سرحدوں کی حفاظت، امن وامان برقرار رکھنے اور ملک کے عمومی نظم ونسق تک محدود تھیں لیکن فلاحی ریاست کی ذمہ داریوں میں ایک جانب لوگوں کے جان و مال کی حفاظت شامل ہے تو دوسری جانب اُن کے بنیادی اور اساسی حقوق کا تحفظ بھی۔ اقتصادی طور پر یا دیگر وجوہ سے پس ماندہ اور معذور افراد کی ریاست مدد کرتی ہے تاکہ وہ دوسروں کے ہم پلا زندگی گزار سکیں۔ امریکا، برطانیہ، جرمنی، فرانس، کینیڈا اور آسٹریلیا جیسے جدید ترقی یافتہ ممالک میں سماجی تحفظ و بہبود کے نظام کا نفاذ فلاحی مملکت کے قیام کی جانب اقدامات میں سے ایک ہے۔ فلاحی مملکت میں شہریوں کی بنیادی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اُن کی فلاح و بہبود ریاست کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لیے فلاحی مملکت کے شہری محبِ وطن، بیباک اور صاف گو ہوتے ہیں۔

1۔ فلاحی مملکت کے بارے میں اسلامی نظریہ:

فلاحی مملکت کا تصور کوئی نیا نہیں ہے۔ اسلام نے چودہ سو سال قبل فلاحی مملکت کا تصور پیش کیا تھا اور خلافت راشدہ کے دور (632ء تا 661ء) میں اس پر مکمل طور پر عمل کیا گیا۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست کا تصور مندرجہ ذیل کے مطابق ہے۔

(الف) اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے۔ ریاست اپنے شہریوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ بلاکسی امتیاز کے انصاف سب کے لیے ہے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ افراد کے درمیان فوقیت اور برتری صرف تقویٰ (اللہ کا خوف) کی بنیاد پر ہے۔

(ب) اسلامی فلاحی ریاست میں یہ لازم ہے کہ حاکم اسلام کے بنیادی شعائر اور احکامات کا پابند ہو اور وہ اللہ سے ڈرنے والا مسلمان ہو۔ حاکم تو صرف امین اور متولی ہوتا ہے۔

(ج) اسلامی فلاحی ریاست کا حاکم عوام کا خادم ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ عوام کی فلاح و بہبود کے بارے میں سوچتا ہے۔ وہ ایک عام آدمی کی طرح زندگی گزارتا ہے۔

(د) اسلامی فلاحی ریاست ہمیشہ اپنے عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ حاکم احتساب اور تنقید سے بالاتر نہیں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں استحصال سے پاک ایک خوشحال معاشرہ نشوونما پاتا ہے۔ ایسی ریاست تمام شہریوں کو ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے مساوی مواقع مہیا کرتی ہے۔ یہ ریاست غیر مسلموں سمیت تمام افراد کو بنیادی سہولتیں مہیا کرتی ہے۔

(ہ) اسلامی فلاحی ریاست کے تصور کا لب لباب یہ ہے کہ یہ مساوات (ہر سطح پر برابری) قائم کرتی ہے اور اس کے حکمران عام آدمی کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر شخص کی ان تک رسائی ہوتی ہے اور یہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔

2۔ پاکستان کے قومی مقاصد:

پاکستان ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ملک ہے اس لیے اس کے قومی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) اسلامی معاشرے کا قیام:

اسلامی تعلیمات اور جمہوریت کے اصولوں کے مطابق ایک اسلامی معاشرہ کا قیام سب سے اہم قومی مقصد ہے۔ قائداعظمؒ نے فرمایا تھا کہ تخلیقِ پاکستان کا مقصد صرف زمین کا ایک ٹکڑا (قطعہ اراضی) حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اس کا بنیادی مقصد ایک ایسی تجربہ گاہ کا قیام تھا جہاں اسلامی اصولوں کو بروئے کار لاسکیں۔ اس لیے یہ ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ ایسی تمام کوششوں اور کاوشوں میں شریک ہو جن کا مقصد ایسا ماحول پیدا کرنا ہو جس میں لوگ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرسکیں۔

(ii) استحصال کے خلاف جدوجہد:

مساوات، سماجی انصاف، باہمی عزت واحترام اور تعاون کے اصولوں پر مبنی ایک اسلامی معاشرے کا قیام بھی ہمارا قومی مقصد ہے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب تمام افراد کو ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے مساوی مواقع حاصل

ہوں اور وہ جہالت، غربت اور استحصال کا شکار نہ ہوں۔ اسی لیے جہالت، ناخواندگی، غربت، افلاس اور معاشی استحصال کے خلاف جدوجہد بھی ہمارا ایک قومی مقصد ہے۔

(iii) ریاست کی حفاظت:

ملک کو درپیش اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنا حکومت اور عوام کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ قومی تشخص اور آزادی کا تحفظ بھی ہمارا ایک اہم قومی مقصد ہے۔

(iv) خود کفالت:

خود کفالت ایک بہت وسیع المعنی اصطلاح ہے۔ لیکن قومی مقاصد کے لحاظ سے اس کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کو معاشی اور اقتصادی طور پر خود کفیل بنایا جائے۔ اس کے لیے قومی سطح پر مسلسل کوششوں اور کاوشوں کی ضرورت ہے کہ سخت محنت کی جائے۔ اپنے وسائل پر انحصار کیا جائے۔ تعلیم اور سائنسی علوم کو فروغ دیا جائے اور "پاکستانیت" کا جذبہ واحساس پروان چڑھایا جائے تاکہ خود انحصاری حاصل ہو سکے۔

(v) مسلم ممالک کے ساتھ اتحاد و یکجہتی:

یہ بھی ہمارا قومی مقصد ہے کہ اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد و یکجہتی کو فروغ دیا جائے اور اُنھیں ایک پلیٹ فارم پر یکجا کیا جائے۔ ہمیں اسلامی اُمّہ کی تنظیم (آرگنائزیشن آف اسلامک کنٹریز۔ او آئی سی) کے کردار کو زیادہ مضبوط بنانا ہے تاکہ مسلم اُمّہ کے مفادات سے متعلق معاملات پر یکساں طرزِ عمل اختیار کیا جاسکے۔

(vi) پُرامن کوششیں:

بین الاقوامی اور علاقائی امن کا فروغ، غیر منصفانہ بین الاقوامی معاشی نظام میں اصلاحات اور نسلی امتیاز کا خاتمہ بھی ہمارے قومی مقاصد میں شامل ہے۔

(vii) فلاحی ریاست کے قیام کے لیے جدوجہد:

سب سے اہم مقصد پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنانا ہے۔ ہمارے وسائل محدود ہیں۔ پاکستان کو فلاحی ریاست بنانے میں واحد رکاوٹ یہ ہے کہ اس کے وسائل بہت کم ہیں۔ اس لیے اضافہ شرح خواندگی، سائنسی اور ٹیکنیکل تعلیم کے فروغ اور صنعتی پیداوار کو بڑھا کر ہمیں اپنے وسائل کو فروغ دینا ہے۔ پاکستان کو فلاحی ریاست بنانے کے لیے سماجی برائیوں اور بدعنوانیوں کا خاتمہ ناگزیر ہے۔

3۔ تعمیری کاوشوں کی ضرورت:

مسلسل تعمیری کاوشوں اور کوششوں کے معنی ایسے مثبت اور تعمیری اقدام ہیں جن کا تسلسل ملک کو خود انحصاری کی منزل تک پہنچا سکتا ہے اور غیر ملکی برتری اور تسلط سے نجات دلا سکتا ہے۔ ایسی قوم جو ترقی کرنے کا عزم صمیم رکھتی ہے وہ اپنے موجودہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے خود کفالت کی راہ میں مسلسل ترقی کی کوششوں کو جاری رکھتی ہے۔ لیکن کسی ملک کو راتوں رات فلاحی ریاست میں نہیں بدلا جا سکتا۔ یہ ایک مسلسل اور مستقل عمل ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اہم پہلو ہیں۔

(الف) قومی مقاصد کا شعور و آگہی:

صرف وہی اقوام ترقی کرتی ہیں جو اپنے قومی مقاصد کا شعور اور آگہی رکھتی ہیں۔ یہ مقاصد پہلے ہی متعین کردہ ہوتے ہیں۔ یعنی مقاصد تیز رفتار ترقی کے لیے قومی ترجیحات کے تعین میں مدد کرتے ہیں۔ مقاصد کی آگاہی کی روشنی میں ترجیحات کا تعین کیا جا سکتا ہے اور ترجیحات کی بنیاد پر منصوبے بناتے ہوئے وسائل کا خیال رکھا جا سکتا ہے۔ یہ منصوبے آہستہ آہستہ روبعمل آتے ہیں اور اُن کے جائزوں کی روشنی میں اُن پر مسلسل نظر ثانی کی جاتی ہے۔ یہ عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ نیز یہ کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے جہدِ مسلسل اور مضبوط قوتِ ارادی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب) محنت کی عظمت:

محنت کی عظمت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ محنت کی قدر و قیمت سے آگاہ ہوں۔ نوجوان نسل کو یہ سکھایا اور پڑھایا جائے کہ خود کو وقف کیے بغیر اور سخت محنت کے بغیر ترقی و خوشحالی کا تصور صرف ایک خواب ہے۔ قائد اعظمؒ نے نوجوانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ محنت میں عظمت محسوس کریں اور اس کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیں۔ محنت کی عظمت کا آغاز اور احساس اپنے گھر سے ہونا چاہیے۔

(ج) تعلیم کی کیفیت:

صرف تنہا عمومی تعلیم کے ذریعے قومی ترقی کا فروغ ممکن نہیں ہے۔ سائنسی اور ٹیکنیکل علوم میں پیش رفت کے ذریعے ہی قومی وسائل کو مناسب طریقے سے بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ اس لیے ٹیکنیکی تعلیم اور تربیت کی مدد سے قومی تعمیر کی رفتار اور مقدار کو بڑھانا از حد ضروری ہے۔

(د) رہنمائی اور حوصلہ افزائی:

1947ء یعنی پاکستان کی آزادی کے وقت سے ہماری معیشت کے مختلف شعبوں نے بہت نشوونما پائی ہے۔ صنعت و زراعت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ کئی بہت بڑے بڑے منصوبے (میگا پراجیکٹ) مکمل ہو چکے ہیں اور چند زیرِ تکمیل ہیں۔ لیکن وقت کی ضرورت یہ ہے کہ ہم مزید ترقی کے لیے اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں اور پاکستان کو جلد از جلد ایک فلاحی مملکت بنائیں۔

(ہ) فلاح و بہبود کے پروگرام:

ملک بھر میں چند فلاحی پروگرام ضرورت مند، معذور اور مستحق افراد کے لیے شروع کیے گئے ہیں جو مسلسل ترقی کے لیے جاری تعمیری کاوشوں کا ایک حصہ ہیں۔ یہ پروگرام مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) خواتین کے لیے انڈسٹریل ہوم کا قیام۔

(ii) مراکزِ صحت کا قیام۔

(iii) گونگوں اور بہروں کے لیے تعلیمی اداروں کا قیام۔

(iv) جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے تربیتی مراکز کا قیام۔

(v) عوام کے لیے تفریحی مقامات۔

(vi) انسدادِ گداگری مراکز کا قیام۔

4۔ خوراک میں خود کفالت:

خوراک عوام کی بنیادی ضرورت ہے۔ نامناسب یا کم خوراک کا نتیجہ عوام کی خراب صحت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جب عوام صحت مند نہیں ہوتے ہیں تو اُن کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ ملک کی تعمیر و ترقی و فروغ کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ بیرونی ممالک سے خوراک کی درآمد سے ترقی و فروغ کے دیگر شعبوں پر بُرا اثر پڑتا ہے، خاص طور سے صنعتی ترقی اور فروغ پر، کیوں کہ غذائی اجناس کی درآمد پر گرانقدر قیمتی زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ پاکستان کی معیشت زراعت پر انحصار کرتی ہے۔ پاکستان کی آبادی کی اکثریت زراعت سے وابستہ ہے۔ قومی آمدنی کا زیادہ بڑا حصہ زرعی پیداوار اور زراعت پر مبنی مصنوعات سے حاصل ہوتا ہے۔ چاول، کپاس اور گنا (چینی) جیسی زرعی فصلیں زرمبادلہ کمانے کا اہم ذریعہ ہیں۔ صنعتوں

3۔ تعمیری کاوشوں کی ضرورت:

مسلسل تعمیری کاوشوں اور کوششوں کے معنی ایسے مثبت اور تعمیری اقدام ہیں جن کا تسلسل ملک کو خود انحصاری کی منزل تک پہنچا سکتا ہے اور غیر ملکی برتری اور تسلط سے نجات دلا سکتا ہے۔ ایسی قوم جو ترقی کرنے کا عزمِ صمیم رکھتی ہے وہ اپنے موجودہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے خود کفالت کی راہ میں مسلسل ترقی کی کوششوں کو جاری رکھتی ہے۔ لیکن کسی ملک کو راتوں رات فلاحی ریاست میں نہیں بدلا جا سکتا۔ یہ ایک مسلسل اور مستقل عمل ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اہم پہلو ہیں۔

(الف) قومی مقاصد کا شعور و آگہی:

صرف وہی اقوام ترقی کرتی ہیں جو اپنے قومی مقاصد کا شعور اور آگہی رکھتی ہیں۔ یہ مقاصد پہلے ہی متعین کردہ ہوتے ہیں۔ یعنی مقاصد تیز رفتار ترقی کے لیے قومی ترجیحات کے تعین میں مدد کرتے ہیں۔ مقاصد کی آگاہی کی روشنی میں ترجیحات کا تعین کیا جا سکتا ہے اور ترجیحات کی بنیاد پر منصوبے بناتے ہوئے وسائل کا خیال رکھا جا سکتا ہے۔ یہ منصوبے آہستہ آہستہ روبعمل آتے ہیں اور اُن کے جائزوں کی روشنی میں اُن پر مسلسل نظرِ ثانی کی جاتی ہے۔ یہ عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ نیز یہ کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے جہدِ مسلسل اور مضبوط قوتِ ارادی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب) محنت کی عظمت:

محنت کی عظمت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ محنت کی قدر و قیمت سے آگاہ ہوں۔ نوجوان نسل کو یہ سکھایا اور پڑھایا جائے کہ خود کو وقف کیے بغیر اور سخت محنت کے بغیر ترقی و خوشحالی کا تصور صرف ایک خواب ہے۔ قائدِ اعظمؒ نے نوجوانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ محنت میں عظمت محسوس کریں اور اس کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں۔ محنت کی عظمت کا آغاز اور احساس اپنے گھر سے ہونا چاہیے۔

(ج) تعلیم کی کیفیت:

صرف تنہا عمومی تعلیم کے ذریعے قومی ترقی کا فروغ ممکن نہیں ہے۔ سائنسی اور ٹیکنیکل علوم میں پیش رفت کے ذریعے ہی قومی وسائل کو مناسب طریقے سے بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ اس لیے ٹیکنیکی تعلیم اور تربیت کی مدد سے قومی تعمیر کی رفتار اور مقدار کو بڑھانا از حد ضروری ہے۔

(د) رہنمائی اور حوصلہ افزائی:

1947ء یعنی پاکستان کی آزادی کے وقت سے ہماری معیشت کے مختلف شعبوں نے بہت نشو و نما پائی ہے۔ صنعت و زراعت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ کئی بہت بڑے بڑے منصوبے (میگا پراجیکٹ) مکمل ہو چکے ہیں اور چند زیرِ تکمیل ہیں۔ لیکن وقت کی ضرورت یہ ہے کہ ہم مزید ترقی کے لیے اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں اور پاکستان کو جلد از جلد ایک فلاحی مملکت بنائیں۔

(ہ) فلاح و بہبود کے پروگرام:

ملک بھر میں چند فلاحی پروگرام ضرورت مند، معذور اور مستحق افراد کے لیے شروع کیے گئے ہیں جو مسلسل ترقی کے لیے جاری تعمیری کاوشوں کا ایک حصہ ہیں۔ یہ پروگرام مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) خواتین کے لیے انڈسٹریل ہوم کا قیام۔
(ii) مراکزِ صحت کا قیام۔
(iii) گونگوں اور بہروں کے لیے تعلیمی اداروں کا قیام۔
(iv) جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے تربیتی مراکز کا قیام۔
(v) عوام کے لیے تفریحی مقامات۔
(vi) انسدادِ گداگری مراکز کا قیام۔

4۔ خوراک میں خود کفالت:

خوراک عوام کی بنیادی ضرورت ہے۔ نامناسب یا کم خوراک کا نتیجہ عوام کی خراب صحت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جب عوام صحت مند نہیں ہوتے ہیں تو اُن کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ ملک کی تعمیر و ترقی و فروغ کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ بیرونی ممالک سے خوراک کی درآمد سے ترقی و فروغ کے دیگر شعبوں پر بُرا اثر پڑتا ہے، خاص طور سے صنعتی ترقی اور فروغ پر، کیوں کہ غذائی اجناس کی درآمد پر گرانقدر قیمتی زرِ مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ پاکستان کی معیشت زراعت پر انحصار کرتی ہے۔ پاکستان کی آبادی کی اکثریت زراعت سے وابستہ ہے۔ قومی آمدنی کا زیادہ بڑا حصہ زرعی پیداوار اور زراعت پر مبنی مصنوعات سے حاصل ہوتا ہے۔ چاول، کپاس اور گنا (چینی) جیسی زرعی فصلیں زرِ مبادلہ کمانے کا اہم ذریعہ ہیں۔ صنعتوں

کے لیے بھی زراعت بہت اہم ہے۔ کپڑے کی صنعت، شکر سازی کی صنعت اور بناسپتی تیل و آئل کی صنعت جیسی بے شمار صنعتوں کا انحصار زرعی پیداوار پر ہے۔ صنعتی مصنوعات بھی زراعت کے فروغ میں استعمال ہوتی ہے۔ زرعی پیداوار بڑھانے سے ہم مندرجہ ذیل کے قابل ہوسکیں گے۔

(i) قیمتی زرِ مبادلہ بچاسکیں گے جو غذائی اجناس کی درآمد پر خرچ ہوتا ہے۔

(ii) مزید صنعتیں قائم کرسکیں گے، پیداوار بڑھاسکیں گے اور زرِ مبادلہ کماسکیں گے۔

(iii) بیرونی قرضوں کو کم کرسکیں گے۔

(iv) عوام کی قوتِ خرید بڑھاسکیں گے اور معیارِ زندگی بہتر کرسکیں گے۔

(v) تجارت اور کاروبار کو پھیلاسکیں گے۔

(vi) عوام کو روزگار کے مواقع مہیا کرسکیں گے اور غربت مٹاسکیں گے۔

حکومت زرعی شعبے کی ترقی و فروغ پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اُس کا مقصد یہ ہے کہ ملک کو خوراک کے معاملے میں خودکفیل بنایا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدام اُٹھائے ہیں۔

(i) ملک میں زرعی اصلاحات نافذ کی گئی ہیں۔ اُن کا مقصد یہ ہے کہ زمین کی ملکیت کو محدود کیا جائے اور زمین کی ملکیت کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی جائے اور مزارعین اور چھوٹے کسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

(ii) پنج سالہ ترقیاتی منصوبوں میں زرعی شعبے کی ترقی اور فروغ کے لیے خطیر سرمایہ مہیا کرکے زراعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

(iii) بندوں (ڈیم) کی تعمیر اور چند نئے علاقوں میں آبی نہروں کی تعمیر کے ذریعے آبی وسائل کو وسعت دی گئی ہے۔ کوششیں جاری ہیں کہ نہروں اور آبی گزرگاہوں یا چینلز کو باہم ملا دیا جائے۔

(iv) سیم اور تھور سے نجات پانے کے لیے ملک کے مخصوص علاقوں میں ٹیوب ویلوں (نلکی کنوؤں) کی تنصیب جیسے کئی اقدام اُٹھائے گئے ہیں۔

(v) زرعی ترقیاتی بینک اور امداد باہمی کی انجمنیں (کوآپریٹیو سوسائیٹیز) قائم کی گئی ہیں تاکہ کاشتکاروں کو قرضے دیے جاسکیں۔

(vi) کثیر تعداد میں زرعی ادارے قائم کیے گئے ہیں جو زرعی مسائل کے بارے میں مفید مشورے دیتے ہیں اور زیادہ پیداوار کے لیے معیاری صحت مند بیج اور مصنوعی کھاد تجویز کرتے ہیں۔

(vii) حکومت کی جانب سے مصنوعی کھاد، جراثیم کش ادویات، ٹریکٹر اور دیگر متعلقہ آلات و اوزار خریدنے کے لیے بے شمار سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔

حکومتی کوششوں کے نتیجے میں پاکستان کئی زرعی پیداواروں میں خودکفیل ہوگیا ہے یا تقریباً ہونے والا ہے۔ اِن میں چاول، کپاس، گندم، چینی اور کیمیائی کھاد شامل ہیں۔ اس طرح غذائی اجناس کی درآمد سے بچا ہوا زرِ مبادلہ صنعتوں کے قیام میں خرچ ہوتا ہے اور وہ دن زیادہ دور نہیں ہے جب پاکستان خوراک کے معاملے میں خودکفیل ہوجائے گا۔

5۔ تعلیمِ عامہ:

اسلام میں اور اقوام متحدہ کے منشور (چارٹر) میں بھی تعلیم کو انسانوں کا بنیادی اور اساسی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لیے ایک خاص معیار تک تمام شہریوں کے لیے تعلیم لازمی اور مفت ہونی چاہییں۔ اس معیار اور درجے سے آگے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع تمام شہریوں کے لیے یکساں ہونے چاہییں۔ اس کے لیے تعلیمی اداروں کی تعداد اور دیگر تعلیمی سہولتوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔ پاکستان میں تعلیم عامہ کا ہدف حاصل کرنے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ ملک میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدام اُٹھائے گئے ہیں۔

(i) تعلیم کے میدان میں اصلاحات نافذ کی گئی ہیں جنھیں "تعلیمی شعبے کی اصلاحات" (ای ایس آر) کہا جاتا ہے۔ ان اصلاحات کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا نظام تعلیم متعارف کرایا جائے جو پاکستان کی بطور آزاد نظریاتی مملکت کی ضروریات اور مطالبات کو پورا کرتا ہو۔ اس نئے نظام کے ذریعے ہر شہری کو حصولِ تعلیم تک رسائی اور سہولت حاصل ہوگی۔

(ii) اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو لازمی نصاب کے طور پر شامل کیا گیا ہے تاکہ اسلام کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے اور پاکستان کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے بچوں کو روشن خیال اور بہتر انسان بنایا جاسکے۔

(iii) ایسے اقدامات اٹھائے گئے ہیں جن سے تعلیم میں تجارت کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ دسویں جماعت تک مرحلہ وار مفت تعلیم کا منصوبہ روبعمل ہے۔

(iv) اساتذہ کے لیے ملازمت کے حالات کار اور ملازمت کا ڈھانچہ بہتر بنایا جارہا ہے۔ تاکہ وہ زیادہ دلچسپی، دل جمعی اور تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیں۔

(v) پاکستان بیت المال کے تحت ذہین اور قابل طلبہ کے ساتھ ساتھ مستحق غریب طلبہ کو وظائف دینے کا ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے۔

(vi) ریڈیو اور ٹیلی وژن پر خواندگی کی مہم شروع کر دی گئی ہے۔ تاکہ عوام میں اور خاص طور سے دیہی علاقوں میں تعلیم کے بارے میں شعور اجاگر کیا جائے۔

(vii) پورے پاکستان میں "تعلیم سب کے لیے" کے نعرہ سے ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت دیہات میں غیر رسمی تعلیمی اداروں کا اجرا کیا گیا ہے۔ ان اداروں میں کتابیں اور دیگر تعلیمی مواد مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ فی الحال ایسے اداروں کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے، جو رفتہ رفتہ بڑھ کر تقریباً اسی ہزار ہو جائے گی۔

(viii) ایک منصوبہ سرکاری۔ نجی شراکت کا شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت غیر سرکاری تنظیمیں اور جمعیتی بنیاد پر قائم تنظیمیں (کمیونٹی کی بنیاد پر قائم تنظیمیں) دیہات میں ایسے ادارے قائم کریں گی جو تعلیم کے فروغ اور خواندگی کے سلسلے میں حکومت کی مدد کریں گے۔

(ix) تمام صوبوں اور وفاق کی سطح پر تعلیمی فاؤنڈیشن (ایجوکیشن فاؤنڈیشن) قائم کی گئی ہیں۔ جن کی ذمہ داری ہے کہ وہ نجی تعلیمی اداروں کو مالی امداد فراہم کریں۔

6۔ معاشرتی انصاف پر مبنی معاشرہ یا مساوات پسند معاشرہ:

مساوات پسند معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو افراد کے مساوی و یکساں حقوق اور سب کے لیے یکساں مواقع کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے۔ معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے اور یہ اُس وقت تک قائم رہتا ہے اور شاہراہ ترقی پر گامزن رہتا ہے جب تک اس کے افراد کے حقوق محفوظ رہتے ہیں۔ ایسا معاشرہ جہاں سماجی اور معاشرتی انصاف نہ پایا جاتا ہو وہ ہمیشہ اضطرابی کیفیت کا شکار رہتا ہے یا آہستہ آہستہ فنا ہو جاتا ہے۔ معاشرتی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے اور اُن کو بنیادی شہری سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اس کے علاوہ تعلیم و صحت کی سہولتوں اور صحت مند تفریحی مواقع کا بھی بلا امتیاز بندوبست ہونا چاہیے۔ نیز عوام کو حق ملکیت و جائیداد، آزادانہ سوچ و فکر، روزگار اختیار کرنے کا حق اور حق رائے دہی کی ضمانت بھی مہیا کی جاتی ہے۔ اس سے قومی یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ نیز افراد کے درمیان محبت، الفت اور تعاون کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ ایسا معاشرہ متحد اور مربوط اور نظم و ضبط کا پابند ہوتا ہے۔ ایسے معاشرے کو بلاشبہ مساوات پسند اور انصاف پسند و عادلانہ معاشرہ کہا جاسکتا ہے۔

حکومتِ پاکستان ان تمام مطلوبہ سہولتوں کو مہیا کرنے میں پوری طرح کوشاں ہے، تاکہ معاشرتی عدل و انصاف کو فروغ ملے اور عادلانہ معاشرہ قائم ہو سکے۔ لیکن مالی اور اقتصادی وسائل بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ اس لیے پاکستانی معاشرے کو مساویانہ اور عادلانہ معاشرہ بنانے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔

7۔ عالمی بھائی چارہ اور امن:

موجودہ دنیا حقیقتاً ایک عالمی گاؤں (گلوبل ویلج) میں سکڑ کے رہ گئی ہے۔ جدید سائنسی پیش رفت اور ترقی اور فنیّوں (ٹیکنالوجیز) اور رسل و رسائل کے وسائل نے فاصلے کم کر دیے ہیں۔ اقوامِ عالم اب خود کو ایک دوسرے سے زیادہ قریب محسوس کرتی ہیں۔ خلا کی تسخیر اور مصنوعی سیاروں نے فاصلوں کو مزید کم کر دیا ہے۔ بھائی چارے کی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے۔ اقوام متحدہ نے بھی اقوام عالم کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب عالمی مسائل تمام اقوام کے لیے یکساں ہیں۔ عالمی وسائل میں شرکت ہوتی ہے۔ جدید فنیّوں (ٹیکنالوجیز) کے ثمرات تمام اقوام کے لیے ہیں۔ ایک دوسرے کی امداد کے نتیجے میں عالمی مسائل میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کسی ہولناک تباہی، قحط و آفات و بربادی کی صورت میں دنیا کے ممالک باہم متحد ہو جاتے ہیں اور دنیا کے اُس متاثرہ علاقے کی امداد و بچاؤ کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ بھائی چارے کے احساس کے فروغ کی بدولت حاصل ہوا ہے۔

پاکستان ایک ذمہ دار اور امن پسند ملک ہے اور اُس کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ دنیا کے تمام ممالک سے خوشگوار تعلقات قائم کیے جائیں۔ عالمی امن کو فروغ دینے کے لیے اس نے اقوام متحدہ کی کوششوں کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔

پاکستان ایسی کئی عالمی تنظیموں کا رکن ہے جو دنیا میں بھائی چارے اور امن کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں۔

ایک اسلامی ملک ہونے کے ناتے سے بھی پاکستان اسلامی اصولوں پر یقین رکھتا ہے، جو ایک دوسرے کے ساتھ امن و سکون سے رہنے اور تشدد اور جارحیت کی حوصلہ شکنی کا درس دیتے ہیں۔ اگرچہ اسلام میں ضرورت کے وقت ہتھیار اُٹھانے کی اجازت ہے لیکن بے رحمی اور ظلم و ناانصافی کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔

عالمی بھائی چارے اور امن کے لیے اقوام عالم کے مابین محبت و یگانگت کی فضا پیدا کرنا ہوگی۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ مختلف ممالک کے مابین تنازعات کو پُر امن طریقے سے حل کیا جائے اور ہر ملک کی آزادی اور حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

8۔ وسائل کی منصفانہ اور متناسب تقسیم:

جب وسائل محدود ہوں اور ضروریات بڑھ رہی ہوں تو اُس وقت نہ تو وسائل کو متناسب طریقے سے تقسیم کیا جاسکتا

ہے اور نہ ہی فلاحی ریاست کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ تمام ممالک کے وسائل یکساں اور برابر نہیں ہیں۔ بعض علاقے کم زرخیز ہیں اور وہاں کے لوگوں کا معیارِ زندگی انتہائی پست ہے۔ اس کے برعکس بعض علاقے بہت زرخیز ہیں اور یہاں کے لوگ زیادہ آرام دہ اور خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔ دراصل وسائل ہی غریب اور امیر کے مابین فرق پیدا کرتے ہیں۔

فلاحی ریاست کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے کی تمام ناہمواریوں اور محرومیوں کو دور کیا جائے اور قومی وسائل کی متوازن تقسیم سے طبقاتی کشمکش اور علاقائی عصبیتوں کا قلع قمع کیا جائے۔

پاکستان کے مختلف علاقوں میں وسائل اور پیداوار کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔ بعض علاقے صنعتی طور پر ترقی یافتہ ہیں جبکہ بعض علاقے پس ماندہ ہیں۔ ذرائع نقل و حمل اور رسل و رسائل بھی پورے ملک میں یکساں نہیں ہیں۔ حکومت ان مسائل پر قابو پانے کے لیے کوششیں کر رہی ہے۔ پورے ملک میں چاروں طرف تعلیم کا جال بچھایا جا رہا ہے۔ اسی لیے حکومت نے وسائل کی متناسب اور عادلانہ تقسیم کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے ہیں۔

(i) تعلیم، صحت اور سماجی بہبود کے ادارے پورے ملک میں قائم کیے جا رہے ہیں۔

(ii) مستحق طلبہ کے لیے وظائف اور مالی امداد کا ملک گیر سطح پر انتظام کیا گیا ہے۔

(iii) پس ماندہ علاقوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے صنعتیں قائم کی جا رہی ہیں۔

(iv) گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، تاکہ لوگوں کو مقامی سطح پر روزگار مل سکے۔

(v) کسانوں اور کاشتکاروں کو مختلف ترغیبات اور سہولتیں فراہم کر کے زرعی پیداوار بڑھائی جا رہی ہے۔

(vi) دور دراز علاقوں تک زندگی کی بنیادی سہولتیں مثلاً بجلی، گیس اور ٹیلی فون مہیا کی جا رہی ہیں۔

(vii) نج کاری کے عمل کے ذریعے لوگوں کو قومی ترقی و فروغ کے پروگراموں میں حصہ لینے کے لیے راغب کیا جا رہا ہے۔ اس پالیسی کے تحت چند صنعتوں، کارخانوں اور مالی اداروں کو نجی تحویل میں دے دیا گیا ہے، تاکہ نجی سرمایہ دار قومی ترقی و فروغ کے لیے حکومت کی کوششوں میں شریک ہو سکیں۔

(viii) محنت کشوں کے قوانین کی اصلاح کی گئی ہے۔ مزدوروں کے قوانین کی اصلاحات کے ذریعے کارکنوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ یہ تحفظ روزگار کی حفاظت، ادارے کی انتظامیہ میں شرکت و حصہ داری، سالانہ بونس اور حادثے کی صورت میں معاوضے کی صورت میں مہیا کیا گیا ہے۔

9۔ فلاحی مملکت میں فرد کا کردار:

جہاں فلاحی مملکت اپنے شہریوں کی تمام بنیادی ضروریات پوری کرتی ہے وہاں شہریوں سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ ریاست و مملکت کے لیے اپنے فرائض اور ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے ادا کریں گے۔ کسی بھی مملکت کے لیے فرد کے چند اہم فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار رہے اور آزمائش کے وقت قربانی کے لیے تیار رہے۔

(ii) ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کے حقوق کا احترام کرے اور اُن کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

(iii) ہر فرد کی ذمے داری ہے کہ مفاداتِ عامہ کی جو سہولتیں مثلاً: بجلی، گیس، آب رسانی، پبلک پارک، ذرائع نقل و حمل وغیرہ حکومت فراہم کرتی ہے اُن کا ناجائز استعمال نہ کرے۔

(iv) ایک شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر فلاحی سرگرمیوں میں حصہ لے۔

(v) شہریوں کا فرض ہے کہ وہ ماحول کو پاک وصاف رکھیں۔

(vi) تمام شہریوں کا فرض ہے کہ ٹیکس باقاعدگی سے ادا کریں اور سرکاری یا نجی املاک کو احتجاج یا ہڑتال کے وقت نقصان نہ پہنچائیں۔ مثال کے طور پر گاڑیوں کی توڑ پھوڑ، ٹریفک سگنل اور مکانوں کو نقصان پہنچانا۔

(vii) ہر شہری کا فرض ہے کہ فلاحی منصوبوں میں ہاتھ بٹائیں۔ ہر شخص کو اپنی مدد آپ کی بنیاد پر فلاحی منصوبہ شروع کرنا چاہیے۔

(viii) ہر شہری کو اپنے اطراف میں غریب، معذور اور مستحق افراد کی مدد کرنی چاہیے۔

(ix) ہر شہری کا فرض ہے کہ سماج دشمن عناصر کی سرگرمیوں کے خلاف حکومت کی مدد کرے۔

(x) ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے، کوئی ہنر سیکھے اور قدرتی وسائل کو استعمال کرے تاکہ ترقی کی رفتار تیز تر ہو۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1۔ فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟
2۔ فلاحی ریاست کے فرائض بیان کیجیے۔
3۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست کا کیا تصور ہے؟
4۔ پاکستان کے قومی مقاصد کیا ہیں؟
5۔ خوراک میں خود کفالت کیوں ضروری ہے؟
6۔ ساری دنیا میں امن کیوں ضروری ہے؟
7۔ فلاحی ریاست میں فرد کا کیا کردار ہوتا ہے؟
8۔ تعلیم عامہ کے لیے حکومت نے کیا اقدامات اُٹھائے ہیں؟
9۔ عادلانہ اور مساویانہ معاشرے پر ایک نوٹ لکھیے۔
10۔ پاکستان میں مسلسل تعمیری کاوشیں کیوں ضروری ہیں؟

(ب) خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(i) حکومت کوشش کر رہی ہے کہ پاکستان میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔معاشرہ قائم ہو۔
(ii) پاکستان کی۔۔۔۔۔۔۔آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔
(iii) پاکستان۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔
(iv) اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے پاس ہے۔
(v) اقتصادی ترقی۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی جانب لے جاتی ہے۔

پاکستان میں شہری زندگی

CIVIC LIFE IN PAKISTAN

گیارھواں باب

1۔ جمہوری حکومت:

جمہوری حکومت وہ طرز حکومت ہے جس میں حکمرانی کا حق کسی ایک شخص یا ایک جماعت کا نہیں ہوتا بلکہ حکمرانی کا اختیار عوام کے منتخب نمائندوں کو دیا جاتا ہے۔ یعنی جمہوریت میں عوام اپنے حکمران کا انتخاب خود کرتے ہیں۔ حکومت کی پالیسی بنانے اور اس کا نظم و نسق چلانے میں عوام کو دخل ہوتا ہے اور حکومت عوام کی بھلائی کا خیال رکھتی ہے۔ جمہوری حکومت کے یہ معنی ہیں کہ وہ عوام کی حکومت ہو، عوام کے ہاتھوں میں ہو اور عوام کے مفاد کے لیے ہو۔

2۔ جمہوریت بمعنی آزادئ اظہار رائے:

جمہوریت میں شہری کو تحریر و تقریر اور اظہارِ رائے کی آزادی ہوتی ہے۔ وہ ملک کے داخلی اور خارجی معاملات کے متعلق اپنی رائے تقریر یا تحریر کے ذریعے عام لوگوں کے سامنے لا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ قوم اور ملک کے مفاد کے خلاف نہ ہو۔ اظہارِ رائے لوگوں کے اجتماع میں یا رسالوں میں اور کتابوں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اس لیے جمہوری طرزِ حکومت میں اخباروں اور رسالوں کو پوری آزادی ہوتی ہے اور وہ ہر طبقۂ خیالات کے لوگوں کی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اس اظہارِ رائے کی آزادی کے علاوہ جمہوری حکومت میں شخصی آزادی، مذہب اور پیشہ کی آزادی، نقل و حرکت کی آزادی اور معاش کے حاصل کرنے کی بھی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ حکومت سب کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کرتی ہے۔

3۔ جمہوری حکومت کس طرح کام کرتی ہے:

جب یہ کہا جاتا ہے کہ جمہوریت عوام کی حکومت ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہر شہری حکومت میں شامل ہوتا ہے بلکہ منتخب نمائندے حکومت چلاتے ہیں۔ آپ کے اسکول میں طلبہ کی کونسل ہوگی۔ پورے اسکول کے طلبہ اپنی اپنی کلاس سے اپنا نمائندہ منتخب کرتے ہیں اور پھر یہ چند نمائندے پورے اسکول کی طرف سے طلبہ کونسل کا کام چلاتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں عام شہری ووٹوں کے ذریعے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ ان سب نمائندوں کی جماعت کو قومی اسمبلی کہتے ہیں جس میں ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں کے منتخب نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ اس اسمبلی میں جس جماعت یا پارٹی کے نمائندوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس جماعت کا سربراہ مرکزی حکومت کا وزیرِ اعظم ہوتا ہے اور وہ اپنے وزرا کا انتخاب کرتا ہے۔ اس طرح وزرا کی ایک کونسل بن جاتی ہے اور ایک خاص مدت کے لیے حکومت ان کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ اگر کسی وقت منتخب نمائندوں کی اکثریت حکومتِ وقت کا ساتھ نہ دے تو وہ حکومت مستعفی ہو جاتی ہے اور نیا انتخاب ہوتا ہے۔ ہر جمہوری حکومت اپنے ووٹروں سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے عام لوگوں کی رائے کا ہر معاملے میں خیال رکھا جاتا